تربیتی بیان

السلسلة الذهبية 06

مختلف مواقع کے لیے مدلل، باحوالہ اور مستند بیانات کا انمول سلسلہ





موضوع

قرآن کریم اور ہماری ذمہ داریاں

مفتی محمد شکیل

فاضل و متخصص فی الافتاء جامعہ مخزن العلوم عید گاہ خان پور

NIDA.E.QURAN

ندائے قرآن سنٹر

0306 7656903

قرآن کریم اور ہماری پانچ ذمہ داریاں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِی هَدَانَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْلَا أَنْ هَدَانَا اللّٰهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْن۔اَمَّا بَعْد:فَاَعُوْذُ بِا اللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ،

وَاتْلُ مَا أُوحِیَ إِلَيْكَ مِنْ كِتَابِ رَبِّكَ ۔ [1]

و قَالَ رَسُولُ اللّٰهِﷺ: «إِنَّ هَذِهِ الْقُلُوبَ تَصْدَأُ كَمَا يَصْدَأُ الْحَدِيدُ» قِيلَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، فَمَا جِلَاؤُهَا ؟ قَالَ: ذِكْرُ الْمَوْتِ وَتِلَاوَةُ الْقُرْآنِ-[2]

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ الْاَمِیْنُ وَنَحْنُ عَلٰی ذَالِكَ مِنَ الشَّاهِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن۔

انسان بحیثیتِ ذمہ دار

انسان اس دنیا میں ایک ذمہ دار ہونے کی حیثیت سے آیا ہے۔اللہ رب العزت نے قرآن کریم میں انسان کی ذمہ دارانہ ہستی کو واضح اور دوٹوک الفاظ میں بیان کیاہے۔سورۂ مومنون میں ارشاد فرمایا:

اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا ۔ [3]

”بھلا کیا تم یہ سمجھے بیٹھے تھے کہ ہم نے تمہیں یونہی بے مقصد پیدا کر دیا“۔

سورۂ قیامہ میں ہے:

أَيَحْسَبُ الْإِنْسَانُ أَنْ يُتْرَكَ سُدًى ۔ [4]

”کیاانسان یہ سمجھتاہے کہ اسے یونہی چھوڑ دیاجائے گا؟“۔

-----------------حواشی اور حوالہ جات-----------------

1 الكهف،27:18

2 مشكاة المصابيح،رقم الحديث: 2168،كتاب فضائل القرآن،الفصل الثالث،مسند الشهاب،رقم الحديث:1178،إِنَّ هَذِهِ الْقُلُوبَ تَصْدَأُ كَمَا يَصْدَأُ الْحَدِيد

3 المؤمنون،115:23

4 القيامة،36:75

اور سورۂ بلد میں فرمایا:

لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي كَبَدٍ-[1]

"ہم نے انسان کو مشقت میں پیدا کیا ہے"۔

ان آیات سے معلوم ہوا کہ انسان ایک ذمہ دارانہ حیثیت سے دنیا میں آیا ہے۔اس پر انفرادی ذمہ داریاں بھی ہیں اور اجتماعی بھی۔ معاشرتی بھی ہیں اور خاندانی بھی ہیں۔ قومی بھی ہیں اور ملکی بھی۔

ان ذمہ داریوں کا معلوم ہونا، پھر انہیں بہ حسن و خوبی انجام دینے کا احساس پیدا ہونا اوراحساس کے بعد صحیح خطوط پر ان کو عملی جامہ پہنانے سے انسان ندامتوں سے بھی بچ سکتا ہے اور منزل مقصود تک پہنچنے میں کامیاب بھی ہو سکتا ہے۔

ے
نقش ہیں سب نا تمام خونِ جگر کے بغیر
نغمہ ہے سودائے خام خونِ جگر کے بغیر

آج کے اس بیان میں ہم قرآن کریم کے حوالہ سے اپنی ذمہ داریوں کو معلوم کرتے ہیں تاکہ ہمیں ان ذمہ داریوں کا احساس بھی ہو اور ہم انہیں عملی طور پر سرانجام بھی دے سکیں۔

دنیا میں جس نے بھی اس ذمہ داری کا احساس پیدا کر کے انہیں پورا کیا، اللہ رب العزت نے ان کی زندگی میں انقلاب برپا کر دیا اور انہیں بام عروج تک پہنچا دیا۔ اسی لیے کسی نے کہا:

ے
لیے علم و فن ان سے نصرانیوں نے
کیا کسبِ اخلاق روحانیوں نے
ادب ان سے سیکھا صفاہانیوں نے
کہا بڑھ کے لبیک یزدانیوں نے
ہر اک دل سے رشتہ جہالت کا توڑا

------------------حواشی اور حوالہ جات------------------

[1] البلد،90:4

قرآن کریم اور ہماری پانچ ذمہ داریاں

کوئی گھر نہ دنیا میں تاریک چھوڑا

پہلی ذمہ داری

قرآن کریم کے حوالہ سے انسان کی پہلی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ اس پر ایمان لائے۔

اورایمان لانے کے دو پہلو ہیں. ایک" اِقْرَارٌ بِاللِّسَانِ" ہے۔انسان زبان کے ذریعے اس بات کا اقرار کرے کہ قرآن کریم اللہ رب العزت کا کلام ہے' جو برگزیدہ فرشتے حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ذریعے اللہ کے آخری رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا اور جیسے نازل ہوا اسی طرح من و عن آج تک محفوظ ہے اور قیامت تک محفوظ رہے گا،نہ تو اس میں کوئی ردوبدل کر سکا اور نہ ہی کوئی کرسکے گا،اس لیے کہ اس کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ رب العزت نے خود لی ہوئی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ۔[1]

"بے شک یہ ذِکر(قرآن)ہم ہی نے اتارا ہے اور ہم ہی اس کے نگہبان ہیں۔"

یہ اللہ ہی کی حفاظت کا نتیجہ ہے کہ قرآن کریم اب تک اپنی اصلی شکل میں باقی ہے اور قیامت تک باقی رہے گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

لَا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ-[2]

"جس میں باطل کی کوئی رسائی نہیں ہے نہ اس کے آگے سے نہ اس کے پیچھے سے"۔

واضح رہے کہ قرآن کریم کی کسی ایک آیت کا انکار بھی کفر ہے اور انسان کو دائرہ اسلام سے خارج کر دیتا ہے۔[3]

-----------------حواشی اور حوالہ جات-----------------

1 الحجر،9:15

2 حم السجدة،42:41

3 وَيَكْفُرُ إِذَا أَنْكَرَ آيَةً مِنَ الْقُرْآنِ....البحر الرائق،ج:5ص131،بَابُ أَحْكَامِ الْمُرْتَدِّينَ

قرآن کریم اور ہماری پانچ ذمہ داریاں

آج کے مادیت پرستی کے دور میں جب ہر چیز کو عقل اور تجربہ کی بنیاد پر پرکھا جارہا ہے ،جو بات انسان کے مشاہدہ اور تجربہ میں آئے اسے قبول کرلیتا ہے اور جو نہ آئے اسے رد کر دیتا ہے، ان حالات میں ایمان بالقرآن کی اہمیت بڑھ جاتی ہے۔ قرآن کریم کی کوئی بات ہماری عقل اور تجربہ کے موافق ہو یااس کے خلاف ہر حال میں اس پر ایمان لانا ضروری ہے۔

قرآن کریم پر ایمان لانے کا دوسرا پہلو " تَصۡدِيۡقٌ بِالۡقَلۡبِ "ہے۔جس بات کا زبان سے اقرار کیا،اس کو اسی طرح دل کی سچائی کے ساتھ ماننا بھی ضروری ہے۔

پھر زندگی میں انقلاب لانے کے لیے دلی تصدیق کے ساتھ ساتھ اسے کتابِ ہدایت ماننا اور اس کا دل میں یقین بٹھانا بھی ضروری ہے کہ قرآن کریم کتابِ ہدایت ہے۔اس لیے کہ اس کے نزول قرآن کا سب سے اہم مقصد بھٹکے ہوئے لوگوں کو راہِ راست پر لانا ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

إِنَّ هَٰذَا الْقُرْآنَ يَهْدِي لِلَّتِي هِيَ أَقْوَمُ ۔[1]

"حقیقت یہ ہے کہ یہ قرآن وہ راستہ دکھاتا ہے جو سب سے زیادہ سیدھا ہے"۔

یقین کی پختگی کے لیے دو چیزوں کی ضرورت

قرآن پر یقین اور اس میں اضافہ کی تحصیل کا سب سے زیادہ آسان اور سب سے بڑھ کر مؤثر ذریعہ اصحابِ یقین کی صحبت ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے قلوب میں ایمان و یقین کی کیفیت، مجسمہ ایمان اور پیکر یقینﷺ کی صحبت کی بدولت ہی پیدا ہوئی تھی۔ آپﷺ کے پردہ فرمانے کے بعد بھی عوام الناس تو نورِ ایمانی کے اکتساب کے لیے ایسے خواص کی صحبت ہی کے محتاج ہیں جن کے دلوں میں ایمان ویقین کی شمعیں روشن ہوں،لیکن خود اُن "خواص" کے لیے نورِ ایمان کا سب سے بڑا منبع قرآن کریم ہے۔

اس کے بعد بھی جب کبھی غفلت یا غلبۂ بہیمیت کی وجہ سے آئینۂ قلب غبار آلود ہو جائے تو اس کے جلاء و صیقل کا موثر ترین ذریعہ قرآن مجید ہی ہے۔ جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عمر

-----------------حواشی اور حوالہ جات-----------------

[1] الإسراء،9:17

رضی اللہ عنہما کی روایت کے مطابق آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ هَذِهِ الْقُلُوبَ تَصْدَأُ كَمَا يَصْدَأُ الْحَدِيدُ

"بنی آدم کے قلوب بھی اسی طرح زنگ آلود ہو جاتے ہیں جیسے لوہا پانی پڑنے سے"

دریافت کیا گیا: یارسول اللہ! اس زنگ کو دُور کس چیز سے کیا جائے؟ فرمایا:

ذِكْرُ الْمَوْتِ وَتِلَاوَةُ الْقُرْآنِ-[1]

"موت کی بکثرت یاد اور قرآن مجید کی تلاوت"!

اس سے واضح ہوا کہ قرآن کو محض ایک مقدس آسمانی کتاب ماننے سے ہماری موجودہ صورتِ حال میں کوئی تبدیلی پیدا نہیں ہو سکتی اور قرآن مجید کے ساتھ عدم التفات کا جو رویہ ہمارا اس وقت ہے' وہ نہیں بدل سکتا. قرآن مجید کے جو حقوق ہم پر عائد ہوتے ہیں ان کی ادائیگی کی اوّلین شرط یہ ہے کہ سب سے پہلے ہمارے دلوں میں یہ یقین پیدا ہو کہ قرآن اللہ کا کلام ہے اور ہماری ہدایت کے لیے نازل ہوا ہے۔

كَلَّا بَلْ رَانَ عَلَى قُلُوبِهِمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ-[2]

"نہیں' بلکہ ان کے اعمال کے نتیجے میں ان کے قلوب پر زنگ چڑھ گیا ہے"۔

اور دوسرے مقام پہ فرمایا:

تَبْصِرَةً وَذِكْرَى لِكُلِّ عَبْدٍ مُنِيبٍ-[3]

"سجھانے والی اور یاددہانی ہر اُس بندے کے لیے جو (خدا کی طرف) رجوع کرے"۔

اگر یہ یقین بیدار ہو جائے کہ یہ ہمارے اس خالق و مالک کا کلام ہے جس کی ذات وراء الوراء ثم وراء الوراء ہے' اور جس کا کسی ادنیٰ ترین درجے میں بھی کوئی تصور ہمارے بس میں نہیں

-----------------حواشی اور حوالہ جات-----------------

[1] مشکاۃ المصابیح،رقم الحدیث: 2168،کتاب فضائل القرآن،الفصل الثالث،مسند الشھاب،رقم الحدیث:1178،إِنَّ هَذِهِ الْقُلُوبَ تَصْدَأُ كَمَا يَصْدَأُ الْحَدِيد

[2] المطففین،14:83

[3] ق،8:50

ہے تو پھر دیکھنا ہماری زندگی میں بھی انقلاب آجائے گا اور یہ بھی واضح طور پر محسوس ہوگا کہ اس زمین کے اوپر اور اس آسمان کے نیچے قرآن سے بڑی کوئی دولت اور اس سے عظیم تر کوئی نعمت موجود نہیں۔ پھر اس کی تلاوت ہماری روح کی غذا اور اس پر غور و فکر ہمارے قلوب و اذہان کے لیے روشنی بن جائیں گے اور یقیناً یہ کیفیت پیدا ہو جائے گی کہ اس کی تلاوت سے ہم کبھی سیر نہ ہو سکیں گے اور اپنی بہترین ذہنی و فکری صلاحیتوں اور اپنی پوری عمر کو اس پر تدبر و تفکر میں کھپا کر بھی ہم محسوس کریں گے کہ ؏

حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

دوسری ذمہ داری: تلاوتِ قرآن

قرآن کریم پر ایمان لانے کے بعد دوسری بڑی ذمہ داری یہ ہے کہ احترام و تعظیم اور خشوع و خضوع کے ساتھ اس کی بار بار تلاوت کی جائے۔[1] نزول بالقرآن کی نعمت ہمیں اس طرف متوجہ کرتی ہے کہ ہم اس کی تلاوت کو اپنی زندگی کا حصہ بنائیں۔ چنانچہ سورہ الکہف میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَاتْلُ مَا أُوحِيَ إِلَيْكَ مِنْ كِتَابِ رَبِّكَ ۔[2]

"اور تم پر تمہارے رب کی طرف سے وحی کے ذریعے جو کتاب بھیجی گئی ہے، اسے پڑھتے رہا کرو"۔

قرآن کریم کی تلاوت کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ اللہ رب العزت نے نبی کریم ﷺ کے فرائضِ منصبی بیان فرمائے اور اس میں سب سے پہلے جس منصب کو بیان کیا ہے وہ قرآن کریم کی آیات کی تلاوت ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

-----------------حواشی اور حوالہ جات-----------------

1 عند القرّاء قراءة القرآن متتابعا كالأوراد والأسباع والدراسة----موسوعة كشاف اصطلاحات الفنون والعلوم، ج:1ص:505

2 الکہف،27:18

قرآن کریم اور ہماری پانچ ذمہ داریاں

كَمَآ اَرۡسَلۡنَا فِيۡكُمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡكُمۡ يَتۡلُوۡا عَلَيۡكُمۡ اٰيٰتِنَا وَيُزَكِّيۡكُمۡ وَيُعَلِّمُكُمُ الۡكِتٰبَ وَالۡحِكۡمَةَ ۔[1]

”جیسے ہم نے تمہارے درمیان تم ہی میں سے ایک رسول بھیجا جو تمہارے سامنے ہماری آیتوں کی تلاوت کرتا ہے اور تمہیں پاکیزہ بناتا ہے اور تمہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے“۔

اب سوال یہ ہے کہ قرآن کی تلاوت کیوں ضروری ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن مقدس کی تلاوت انسان کو ہدایت تک لے جاتی ہے۔ قرآن کی تلاوت انسان کو اللہ کی اطاعت اور بندگی پر گامزن رکھتی ہے۔ قرآن کی تلاوت انسان کو اللہ کی فرمانبرداری پر قائم رکھتی ہے اور قرآن کی تلاوت انسان کو اللہ رب العزت کی بارگاہ سے، اس کے انعامات کا مستحق بناتی ہے اس لیے سورہ النمل میں ارشاد فرمایا:

وَأُمِرْتُ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ -وَأَنْ أَتْلُوَ الْقُرْآنَ فَمَنِ اهْتَدَى فَإِنَّمَا يَهْتَدِي لِنَفْسِهِ-[2]

”اور مجھے (یہ) حکم (بھی) دیا گیا ہے کہ میں (اللہ کے) فرمانبرداروں میں رہوں۔ نیز یہ کہ میں قرآن پڑھ کر سناتا رہوں سو جس شخص نے ہدایت قبول کی تو اس نے اپنے ہی فائدہ کے لیے راہِ راست اختیار کی“۔

تلاوت میں بھی ایک اہم بات سکھائی گئی ہے کہ اس کی تلاوت ایسے کرو جیسا کہ اس کے پڑھنے کا حق ہے۔ اللہ رب العزت فرماتے ہیں:

اَلَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَتْلُونَهُ حَقَّ تِلَاوَتِهِ ۔[3]

”جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ تو اس کو جیسا اس کے پڑھنے کا حق ہے ویسا ہی پڑھتے ہیں“

-----------------حواشی اور حوالہ جات-----------------

1 البقرۃ،151:2

2 النمل،27:91-92

3 البقرۃ،121:2

تلاوت کا حق ادا کرنے کے لیے چار چیزوں کی ضرورت

حقِ تلاوت کے لیے چار امور کا لحاظ کرنا ضروری ہے:

1 اس کے لیے سب سے پہلی اور اہم ذمہ داری ، قرآن کریم کو درست پڑھنا ہے۔ مسلمانوں کی تاریخ کا یہ سنہری دور کبھی فراموش نہیں کیا جاسکتا کہ ہر مسلمان بچے کی تعلیم کی ابتدا اسی سے ہوتی تھی کہ وہ سب سے پہلے قرآن کریم کے حروف کی پہچان اور ان کی صحیح ادائیگی کی صلاحیت حاصل کرتا تھا۔ اب ہمارے زوال کا یہ عالَم ہے کہ مسلمان قوم کی نوجوان نسل کی ایک عظیم اکثریت حتیٰ کہ بہت سے بوڑھے اور ادھیڑ عمر کے لوگ بھی قرآن مجید کو ناظرہ پڑھنے پر بھی قادر نہیں۔

ایسے تمام حضرات سے گزارش ہے کہ وہ اپنی اس کمی کا احساس کریں اور جلد از جلد اسے دُور کرنے کی کوشش کریں' اور خواہ وہ عمر کے کسی بھی مرحلے میں ہوں قرآن مجید کو صحیح پڑھنے کی صلاحیت لازماً پیدا کریں۔ ساتھ ہی ہمیں چاہیے کہ اپنی اولاد کے بارے میں یہ طے کرلیں کہ ان کی تعلیم کی ابتدا اسی سے ہوگی اور سب سے پہلے وہ قرآن کے حروف کی پہچان اور ان کو صحیح مخارج سے ادا کرنا سیکھیں گے۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

وَالَّذِی نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّ حَقَّ تِلَاوَتِهِ أَنْ يُحِلَّ حَلَالَهُ وَيُحَرِّمَ حَرَامَهُ

”اللہ کی قسم قرآن کریم کی تلاوت کا حق یہ ہے کہ اس کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام سمجھا جائے“۔

وَيَقْرَأَهُ كَمَا أَنْزَلَهُ اللّٰهُ

”اور اس کو ایسے پڑھا جائے جیسا کہ اللہ رب العزت نے اسے نازل کیا ہے“۔[1]

------------------حواشی اور حوالہ جات------------------

1 وَالَّذِی نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّ حَقَّ تِلَاوَتِهِ أَنْ يُحِلَّ حَلَالَهُ وَيُحَرِّمَ حَرَامَهُ وَيَقْرَأَهُ كَمَا أَنْزَلَهُ اللّٰهُ....تفسیر ابن کثیر ج:1ص:403،

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إنّ اللّٰه تَعَالَى يحِبُّ أنْ يُقْرَأَ القُرْآنُ كما أنزل ۔[1]

"اللہ کی چاہت یہ ہے کہ قرآن کریم کو اسی طرح پڑھا جائے جیسے یہ نازل ہوا ہے۔"

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ خود کسی شخص کو قرآن شریف پڑھا رہے تھے اس نے إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَآء، کو مد کے بغیر پڑھا تو آپ نے اس کو ٹوکا اور فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اس طرح نہیں پڑھایا۔ تو اس نے پوچھا کیا کہ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو کس طرح پڑھایا ہے؟

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی اور لِلْفُقَرَآء پر مد کیا۔[2]

غور کرنے کا مقام ہے کہ حرف یا حرکت کے چھوٹنے یا بدلنے پر نہیں، بلکہ صرف مد کے چھوٹنے پر شاگرد کو ٹوکا جا رہا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت کے مطابق پڑھ کر سنایا جا رہا ہے؛ تاکہ وہ حرف کو کھینچ کر پڑھنے میں بھی خلاف سنت کا مرتکب نہ ہو۔

حضرت قاری رحیم بخش پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"دیکھو! صرف ایک مَد کے چھوڑنے پر یہ فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس طرح نہیں پڑھایا۔

------------------حواشی اور حوالہ جات------------------

1 الجامع الصغير وزيادته، الرقم: 3642، كنز العمال، الرقم: 3068

2 وورد عن ابن مسعود رضى الله عنه أنه كان يقرىء رجلاً فقرأ الرجل {إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِينِ} 3 مرسلة فقال ابن مسعود: ما هكذا أقرأنيها رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال وكيف أقرأكها؟ قال: أقرأنيها: {إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِينِ} 4 فمدها ۔۔۔ المعجم الكبير للطبرانى، رقم الحديث: 8677، التفسير من سنن سعيد بن منصور، ج:5 ص:258، الرقم: 1023

تحقيق الاسناد

١ قال السيوطى فى "الدر المنثور" ج:4 ص:221، أخرجه سعيد بن مَنْصُور وَالطَّبَرَانِيّ وَابْن مرْدَوَيْه۔

٢ وذكره ابن الجزرى "النشر فى القراءات العشر" وقال: هَذَا حَدِيثٌ جَلِيلٌ حُجَّةٌ وَنَصٌّ فِي باب المد، ورِجَالُ إِسْنَادِهِ ثِقَاتٌ ۔۔۔ النشر فى القراءات العشر ج:1 ص:316، باب المد والقصر

٣ قال الهيثمى، رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ، وَرِجَالُهُ ثِقَاتٌ ۔۔۔ مجمع الزوائد، ج:7 ص:155، الرقم: 11596، بَابُ الْقِرَاءَاتِ وَكَمْ أُنْزِلَ الْقُرْآنُ عَلَى حَرْفٍ

اس سے وہ لوگ عبرت حاصل کریں جو بہت سے حروف کو بھی غائب کر دیتے ہیں۔مد کا تو ذکر ہی کیا ہے، نیز حروف کے تصحیح کرنے کو بھی ایک بے فائدہ کام سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ تو وقت ضائع کرنا ہے، یہ صراحتاً نبی کریم ﷺ کے ارشاد کی خلاف ورزی ہے، جس پر سخت وعید آئی ہے۔[1]

اس لیے ضروری ہے کہ قرآن کریم کو اسی طرح پڑھا جائے جس طرح وہ نازل ہوا ہے یعنی حروف کو ان کا حق اسی طرح دیا جائے کہ مخارج وصفات اور دیگر قواعد کے اعتبار سے ان کی ادائیگی درست ہو اور بے موقعہ وبے طریقہ وقف نہ کیا جائے۔ "ہم عجمی لوگ اپنے انداز گفتگو اور اپنے تلفظ کے مطابق قرآن کو پڑھتے ہیں جیسا کہ ہماری اردو زبان میں بہت سے الفاظ ایسے ہیں جن کا تلفظ ان کے رسم الخط سے مختلف ہے مثلا ظاہر کو زاہر، مطلب کو متلب، فضل کو فزل، صورت کو سورت، مثال کو مسال بولتے ہیں اور اس کو غلطی شمار نہیں کیا جاتا اور نہ ہی عیب سمجھا جاتا ہے؛ لیکن قرآن کریم میں "ض،ظ" کو "ز،ط" کو "ت، ص" کو "ث،ع" کو "ء، ح" کو "ہ" پڑھنا بہت بڑی غلطی ہے، جس کو علماء نے لحنِ جلی سے تعبیر کیا ہے، یہ حرام ہے، ایسی غلطیوں سے بچنا بہت ہی ضروری ہے "۔[2] بعض جگہ اس سے معنی بدل جانے کی وجہ سے نماز بھی فاسد ہو جاتی ہے۔[3]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

-----------------حواشی اور حوالہ جات-----------------

1 العطایا الوھبیۃ ص:130

2 کتاب النوازل،

3 (قَوْلُهُ بِالْأَلْحَانِ) أَيْ بِالنَّغَمَاتِ، وَحَاصِلُهَا كَمَا فِي الْفَتْحِ إشْبَاعُ الْحَرَكَاتِ لِمُرَاعَاةِ النَّغَمِ (قَوْلُهُ إنْ غَيَّرَ الْمَعْنَى) كَمَا لَوْ قَرَأَ - {الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ} [الفاتحة: 2]- وَأَشْبَعَ الْحَرَكَاتِ حَتَّى أَتَى بِوَاوٍ بَعْدَ الدَّالِ وَبِيَاءٍ بَعْدَ اللَّامِ وَالْهَاءِ وَبِأَلِفٍ بَعْدَ الرَّاءِ، وَمِثْلُهُ قَوْلُ الْمُبَلِّغِ رَابَّنَا لَكَ الْحَامِدُ بِأَلِفٍ بَعْدَ الرَّاءِ لِأَنَّ الرَّابَّ هُوَ زَوْجُ الْأُمِّ كَمَا فِي الصِّحَاحِ وَالْقَامُوسِ وَابْنُ الزَّوْجَةِ يُسَمَّى رَبِيبًا.
(قَوْلُهُ وَإِلَّا لَا إلَخْ) أَيْ وَإِنْ لَمْ يُغَيِّرْ الْمَعْنَى فَلَا فَسَادَ إلَّا فِي حَرْفِ مَدٍّ وَلِينٍ إنْ فَحُشَ فَإِنَّهُ يُفْسِدُ....رد المحتار ج:1ص:603، فُرُوعٌ مَشَى المصلي مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ هَلْ تَفْسُدُ صَلَاته

رُبَّ تالٍ لِلقُرآنِ وَالقُرآن يَلْعَنُه۔ [1]

”بہت سے قرآن کی تلاوت کرنے والے (ایسے ہوتے ہیں کہ وہ قرآن پڑھ رہے ہوتے ہیں) حالانکہ قرآن ان پر لعنت کر رہا ہوتا ہے“۔

اس میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جو قرآن کریم کے معنی اور تفسیر میں ردوبدل کر دیتے اور وہ بھی جن کی زندگی کے شب وروز اس کے مخالف ہوتے ہیں اور وہ بھی جو اس کو غلط پڑھتے ہیں۔ [2]

قرآن کو غلط پڑھنے کی چند مثالیں

قرآن کریم کو درست پڑھنے کی تاکید کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اس کا لحاظ کیے بغیر بسا اوقات معانی بالکل بدل جاتے ہیں:

حرف کو تبدل کرنے کی صورت میں بدلتے معنی کی تین مثالیں			
قَلْبٌ	دل	كَلْبٌ	کتا
قُلْ	کہہ دیجیے!	كُلْ	کھائیے!
اِسْمٌ	نام	اِثْمٌ	گناہ
حرکت کو تبدیل کرنے کی صورت بدلتے معنی کی دو مثالیں			

-------------------حواشی اور حوالہ جات-------------------

[1] آثَارُ ابْنُ بَادِيسَ ج:1ص:145، التذكرة فى الوعظ ،ص:81،للجوزى ،إحياء علوم الدين ج:1ص:274،الباب الأول فى فَضْلُ الْقُرْآنِ وَأَهْلِهِ وَذَمُّ الْمُقَصِّرِينَ فِي تِلَاوَتِهِ فضيلة القرآن

[2] وهو متناول لمن يخل بمبانيه او معانيه او بالعمل بما فيه وذلك موقوف على بيان اللحن وهو انه جلى وخفى فالجلى خطأ يعرض للفظ ويخل بالمعنى بأن يدل حرفا مكان حرف بأن يقول مثلا الطالحات بدل الصالحات وبالاعراب كرفع المجرور ونصبه سوآء تغير المعنى به أم لا كما إذا قرأ ان الله بريئ من المشركين ورسوله بجر رسوله والخفى خط يخل بالعرف والضابطة كترك الإخفاء والإدغام والإظهار والقلب و كترقيق المفخم وعكسه ومد المقصور وقصر الممدود وأمثال ذلك ولا شك ان هذا النوع مما ليس بفرض عين يترتب عليه العقاب الشديد وانما فيه التهديد وخوف العقاب قال بعضهم اللحن الخفى الذى لا يعرفه الا مهرة القراء من تكرير الراءات وتطنين النونات وتغليظ اللامات وترقيق الراءات فى غير محلها لا يتصور أن يكون من فرض العين يترتب عليه العقاب على فاعلها لما فيه من حرج ولا يكلف الله نفسا الا وسعها۔۔۔۔تفسير روح البيان للشيخ اسماعيل الحقى، ج:10ص:207

اَنْعَمْتَ	تونے انعام کیا	اَنْعَمْتُ	میں نے انعام کیا
مُنْذِرِیْنَ	ڈارنے والے	مُنْذَرِیْنَ	ڈرائے گئے

آپ نے تھوڑا سا اندازہ لگا لیا ہوگا کہ قرآن مقدس کے کسی حرف یا حرکت کو تبدیل کرنے کی صورت میں معنی میں کتنا فرق آجاتا ہے۔ لہذا ہماری پہلی ذمہ داری یہ ہے کہ کسی قاری صاحب سے وقت لیں اور قرآن کریم درست پڑھنا سیکھیں۔[1]

۲ قرآن کریم کی تلاوت کا حق ادا کرنے کے لیے دوسری چیز، اللہ رب العزت کی رضا اور اس کا خوف ہے۔ تلاوت کے وقت بندے پر عظمت قرآن کا غلبہ بھی ہو اور اللہ رب العزت کے جلال کا رعب بھی۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ مِنْ أَحْسَنِ النَّاسِ صَوْتًا بِالْقُرْآنِ، الَّذِي إِذَا سَمِعْتُمُوهُ يَقْرَأُ، حَسِبْتُمُوهُ يَخْشَى اللَّه-[2]

"لوگوں میں سب سے عمدہ آواز میں قرآن پڑھنے والا وہ ہے کہ جب تم اس کی قراءت سنو تو تمہیں ایسا لگے کہ وہ اللہ سے ڈرتا ہے"۔

۳ قرآن کریم کی تلاوت کا حق ادا کرنے کے لیے تیسری چیز خوب صورت انداز سے پڑھنا ہے۔ محبوب کل جہاں ﷺ نے ارشاد فرمایا:

------------------حواشی اور حوالہ جات------------------

1 قال الإمام أبو عبد الله الشيرازي: ويجب على القارء أن يتلو القرآن حق تلاوته؛ صيانة للقرآن عن أن يجد اللحن إليه سبيلا، على أن العلماء اختلفوا في وجوب حسن الأداء في القرآن: فذهب بعضهم إلى أن ذلك مقصور على ما يلزم المكلف قراءته في المفروضات، وآخرون إلى وجوبه في [كل] القرآن؛ لأنه لا رخصة في تغيير اللفظ بالقرآن [وتعويجه] ---- شرح طيبة النشر في القراءات العشر للنُّوَيْرِي (المتوفى: 857ھ) ج:1ص:250

2 سنن ابن ماجه ت الأرنؤوط، رقم الحديث: 1339، بَابٌ فِي حُسْنِ الصَّوْتِ بِالْقُرْآنِ، الجامع الصحيح للسنن والمسانيد، ج: **17** ص: **145**

تحقيق الاسناد: قال الالباني: هذا حديث صحيح ..... صَحِيح الْجَامِع: 2202، الصحيحة: 1583 , صَحِيح التَّرْغِيبِ وَالتَّرْهِيب: 1450

زَيِّنُوا الْقُرْآنَ بِأَصْوَاتِكُمْ، فَإِنَّ الصَّوْتَ الْحَسَنَ يَزِيدُ الْقُرْآنَ حُسْنًا ۔[1]

"قرآن کریم کو اپنی آوازوں کے ساتھ مزین کرو، بے شک خوب صورت آواز اس کے حسن میں اضافہ کرتی ہے۔"

۴ تلاوت کا حق ادا کرنے کے لیے چوتھی اہم چیز، اسے کسی ماہر سے سمجھنا اور پھر اس میں غور و فکر کرنا ہے۔ یہ حقیقت اظہر من الشمس ہے کہ تدبر قرآن سے دل مچلتے ہیں اور ایمانی کیفیات میں بے پناہ اضافہ ہوتا ہے۔ اللہ رب العزت نے کئی مقامات پر تدبر قرآن کی دعوت دی ہے۔

تیسری ذمہ داری: فہمِ قرآن

ماننے اور پڑھنے کے بعد تیسری ذمہ داری یہ ہے کہ قرآن کریم کو "سمجھا" جائے۔ فکر کی بات ہے کہ بعض حضرات دنیاوی تعلیم پر زندگیوں کا اچھا خاصا عرصہ صرف کر دیتے ہیں اور دنیا کے بہت سے علوم وفنون حاصل کر لیتے ہیں' مادری ہی نہیں غیر ملکی زبانیں بھی سیکھ لیتے ہیں' اگر وہ قرآن کریم کو سمجھنے کے لیے وقت نہ نکال سکیں تو یہ بہت بڑی ناقدری بھی ہو گی اور ناشکری بھی۔

؎ اللہ نے کیا کیا تجھے نعمت نہیں بخشی
فرصت جو ملے، سورہ رحمٰن پڑھا کر
لاریب، تری روح کو تسکین ملے گی
تو کرب کے لمحات میں قرآن پڑھا کر

نزول قرآن کے ایک اہم مقصد کو بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

-----------------حواشی اور حوالہ جات-----------------

[1] المستدرك على الصحيحين، رقم الحديث: 2125
تحقيق الاسناد: هذا حديث صحيح ... صَحِيح الْجَامِع: 3145، الصحيحة: 771

كِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ إِلَيْكَ مُبَارَكٌ لِيَدَّبَّرُوا آيَاتِهِ وَلِيَتَذَكَّرَ أُولُو الْأَلْبَابِ-[1]

"(اے پیغمبر) یہ ایک بابرکت کتاب ہے جو ہم نے تم پر اس لیے اتاری ہے کہ لوگ اس کی آیتوں پر غور و فکر کریں، اور تاکہ عقل رکھنے والے نصیحت حاصل کریں"۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کا قرآن کریم کے ساتھ محبت کا تعلق دیکھ کر بہت حیرت ہوتی ہے کہ وہ آیتوں کی بنیاد پر محنت کرتے تھے: چنانچہ روایات میں ہے کہ وہ دس دس آیتیں پڑھتے، اس کے معانی کو سمجھتے اور اس کے بعد آگے بڑھتے۔[2]

ے
قرآں میں ہو غوطہ زن اے مردِ مسلماں
اللہ کرے عطا تجھ کو جدتِ کردار

فہم قرآن کی ایک صورت یہ ہے کہ درسِ قرآن میں شرکت کی جائے اور ایک ایک آیت کریمہ کا ترجمہ، اس کی تفسیر اور عملی پیغام کو سمجھا جائے۔

چوتھی ذمہ داری: عمل

ماننے اور پڑھنے کے علاوہ ہر مسلمان پر ایک اہم ذمہ داری یہ ہے کہ وہ اس کی تعلیمات پر عمل کرے۔ جب تک مسلمان اپنی زندگی کو قرآن کریم کے تابع نہیں کرے گا، اس وقت تک نہ تو

-----------------حواشی اور حوالہ جات-----------------

1 ص:29:38

2 عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: كَانَ الرَّجُلُ مِنَّا إِذَا تَعَلَّمَ عَشْرَ آيَاتٍ لَمْ يُجَاوِزْهُنَّ حَتَّى يَعْرِفَ مَعَانِيَهُنَّ، وَالْعَمَلَ بِهِنَّ... الصحیح المسبور من التفسیر بالمأثور، ج:1ص:11، تفسیر الطبری ج:1ص:80، تفسیر ابن کثیر ج:1ص:8

تحقیق الاسناد: قال الشیخ احمد، محمد شاکر، هذا إسناد صحیح. وهو موقوف علی ابن مسعود، ولكنه مرفوع معنی، لأن ابن مسعود إنما تعلم القرآن من رسول اللّٰہ ﷺ فهو يحكي ما كان في ذلك العهد النبوي المنير...حاشیة تفسیر الطبری ج:1ص:80

اس کی زندگی میں تبدیلی آسکتی ہے اور نہ ہی ایمان کی حقیقت نصیب ہو سکتی ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ-[1]

"اور جو لوگ اللہ کے نازل کیے ہوئے حکم کے مطابق فیصلہ نہ کریں، وہ لوگ کافر ہیں"۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمایا:

لا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى يَكُونَ هَوَاهُ تَبَعًا لِمَا جِئْتُ بِهِ ۔2

"کبھی کوئی شخص مومن کامل نہیں ہو سکتا، یہاں تک کہ اس کی خواہش نفسانی ان احکام کے تابع نہ ہو جائے جن کو میں لایا ہوں"۔

جب قرآن کریم کسی کی پوری شخصیت میں رچ بس جائے اور اس کا نورِ ہدایت رگ و پے حتی کہ جسم کے انگ انگ میں سرایت کر جائے تو اس وقت اس کا ایمان مکمل ہو جاتا ہے، اس کی ہیبت لوگوں کے دلوں پر بیٹھ جاتی ہے اور وہ چلتا پھرتا قرآن بن جاتا ہے۔ اسی لیے علامہ اقبال کہتے ہیں:

ے یہ راز کسی کو نہیں معلوم کہ مومن
قاری نظر آتا ہے، حقیقت میں ہے قُرآن!

-----------------حواشی اور حوالہ جات-----------------

1 المائدة:5:44

2 السنة لابن أبي عاصم، بَابُ مَا يَجِبُ أَنْ يَكُونَ هَوَى الْمَرْءِ تَبَعًا ۔۔۔ رقم الحديث: 15، شرح السنة للبغوى، رقم الحديث: 104، بَابُ الاعْتِصَامِ بِالْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ

تحقيق الاسناد: أورده النووى فى "الأربعين" رقم (41) وقال: حديث صحيح رويناه فى كتاب الحجة بإسناد صحيح. وقال الحافظ فى الفتح (13/289) أخرجه الحسن بن سفيان وغيره ورجاله ثقات ووافق على تصحيح النووى

اماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے بارے میں سوال ہوا تو انہوں نے جواب دیا: كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآنَ۔[1]

"آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت قرآن کریم کا مکمل عملی نمونہ تھی"۔

گویا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجسم قرآن تھے، کیوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکمِ الٰہی کو اپنی زندگی کا اوڑھنا بچھونا بنا رکھا تھا۔

لہٰذا قرآن حکیم سے استفادے کی بہترین صورت یہ ہے کہ اس کا جتنا علم آتا جائے، اسے ساتھ ساتھ ہی اپنے اعمال و افعال اور عادات و اطوار اور سیرت و کردار کا حصہ بناتے جائیں۔ اس طرح قرآن کریم مسلسل ہمارے خُلق میں سرایت کرتا جائے گا۔

پانچویں ذمہ داری: تبلیغِ قرآن

قرآن کریم پر ایمان لانے، صحیح پڑھنے، سمجھنے اور عمل کرنے کے بعد پانچویں ذمہ داری یہ ہے کہ اسے دوسرے لوگوں تک پہنچایا جائے۔ اس کے نزول کا ایک مقصد یہ تھا کہ یہ چار دانگ عالم میں پھیل جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

هَٰذَا بَلَاغٌ لِّلنَّاسِ وَلِيُنذَرُوا بِهِ۔[2]

"یہ تمام لوگوں کے لیے ایک پیغام ہے، اور اس لیے دیا جارہا ہے تاکہ انھیں اس کے ذریعے خبردار کیا جائے"۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

------------------حواشی اور حوالہ جات------------------

1 عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ، قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ، فَقُلْتُ: أَخْبِرِينِي عَنْ خُلُقِ رَسُولِ اللهِ ﷺ؟ فَقَالَتْ: كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآنَ... مسند أحمد، رقم الحديث: 25813، واللفظ له، وأبو يعلى، رقم الحديث: 4862، والطحاوي في شرح مشكل الآثار، الرقم: 5344

2 إبراهيم، 52:14

قرآن کریم اور ہماری پانچ ذمہ داریاں

يَاأَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ-[1]

"اے رسول! جو کچھ تمہارے رب کی طرف سے تم پر نازل کیا گیا ہے اس کی تبلیغ کرو۔ اور اگر ایسا نہیں کروگے تو (اس کا مطلب یہ ہوگا کہ) تم نے اللہ کا پیغام نہیں پہنچایا"۔

بعثت کی پہلی ساعت سے لے کر حیاتِ دُنیوی کی آخری گھڑی تک مسلسل تیئیس سال آنحضور ﷺ اپنے اس فرضِ منصبی کی ادائیگی کے لیے محنت و مشقت اٹھاتے اور شدائد و مصائب برداشت کرتے رہے اور اپنے مشن کی تکمیل پر مستقبل کے لیے فریضہ تبلیغِ قرآن کی پوری ذمہ داری اپنی اُمت کے حوالے فرمادی. چنانچہ حجۃ الوداع کے خطبے میں سوالاکھ سے زائد صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے متعدد بار یہ شہادت لے کر "کہ میں نے تبلیغ کا حق ادا کر دیا ہے؟" آئندہ کے لیے یہ مستقل ہدایت جاری فرمادی کہ:

فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الغَائِبَ-[2]

"جو حاضر ہے وہ غائب کو پہنچادے"۔

اور دوسری حدیث میں ہے:

بَلِّغُوا عَنِّي وَلَو آيَةً-[3]

"دوسروں تک پہنچادو خواہ ایک آیت ہی کیوں نہ ہو"۔

اس طرح قیامت تک کے لیے فریضہ ٔتبلیغ قرآن کا بوجھ اُمت محمد ﷺ کے کندھوں پر آگیا جس کے لیے بحیثیت مجموعی وہ خدا کے ہاں مسئول ہوگی۔ اب ظاہر ہے کہ اُمت افراد ہی پر مشتمل ہے۔لہذا اس اُمت کا ہر فرد اپنی اپنی صلاحیت و استعداد کے مطابق اس فرض کی ادائیگی کا ذمہ دار ہے۔ علماء اور فضلاء پر ذمہ داری ان کے علم و استعداد کی نسبت سے عائد ہوتی ہے اور عوام پر ان کی صلاحیت کی نسبت سے۔

-----------------حواشی اور حوالہ جات-----------------

1 المائدۃ:5:67

2 صحیح البخاری،رقم الحدیث:1741،بَابُ مَا ذُكِرَ عَنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ

3 صحیح البخاری،رقم الحدیث:3461،بَابُ مَا ذُكِرَ عَنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ

صحیح بخاری میں ہے:

خبر دار! تم میں سے ہر شخص اپنی رعیت کا نگہبان ہے اور (قیامت کے دن) تم سے ہر شخص کو اپنی رعیت کے بارے میں جواب دینا پڑے گا، لہٰذا سربراہ کو اپنی رعیت کے بارے میں جواب دینا پڑے گا، مرد جو اپنے گھر والوں کا نگہبان ہے اس کو اپنے گھر والوں کے بارے میں جواب دینا ہو گا ، عورت جو اپنے خاوند کے گھر اور اس کے بچوں کی نگہبان ہے، اس کو ان کے حقوق کے بارے میں جواب دینا پڑے گا اور غلام جو اپنے مالک کے مال کا نگہبان ہے اس کو اس کے مال کے بارے میں جواب دینا ہو گا۔

حضرات! اگر ہم نے قرآن کریم کو نہ سیکھا، نہ عمل کیا اور نہ ہی دوسروں تک پہنچایا تو قیامت کے دن بڑی سخت پکڑ ہو جائے گی۔ ذمہ داری نبھانے والوں کے بارے میں قرآن شفارش کر کے انہیں جنت میں داخل کرا رہا ہو گا اور کوتاہی کرنے والوں کے خلاف گواہی دے کے انہیں جہنم میں پہنچا رہا ہو گا۔ اسی رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

الْقُرْآنُ حُجَّةٌ لَكَ أَوْ عَلَيْكَ۔ [1]

”قرآن کریم یا تو تیرے حق میں گواہی دے گا یا تیرے خلاف گواہی دے گا“۔

ہم نے اس دنیا میں قرآن کریم کے ساتھ جیسا سلوک کیا ویسا ہی حشر ہو گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن کے حوالے سے اپنی ذمہ داریاں نبھانے کی توفیق عطا فرمائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

-------------------حواشی اور حوالہ جات-------------------

1 سنن ابن ماجه، رقم الحديث: 280، بَابُ الْوُضُوءِ شَطْرُ الْإِيمَانِ